قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ ال عمران 74

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر ابوسعید

Online Edition

بدھ 25 دسمبر 2019ء | 27 ربیع الاول 1441 ہجری قمری | جلد نمبر: 1 | شمارہ: 11

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے محبت

حضرت ابودرداءؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ حضرت داؤدعلیہ السلام یوں دعا مانگا کرتے تھے ۔’’اے میرے اللہ! میں تجھ سے تیری محبت مانگتا ہوں۔ اور ان لوگوں کی محبت جو تجھ سے پیار کرتے ہیں ۔ اور اس کام کی محبت جو مجھے تیری محبت تک پہنچادے۔ اے میرے خدا! ایسا کر کہ تیری محبت مجھے اپنی جان، اپنے اہل وعیال اورٹھنڈے شیریں پانی سے بھی زیادہ پیاری اور اچھی لگے۔‘‘ (ترمذی کتاب الدعوات)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

سلسلہ کی مالی خدمت

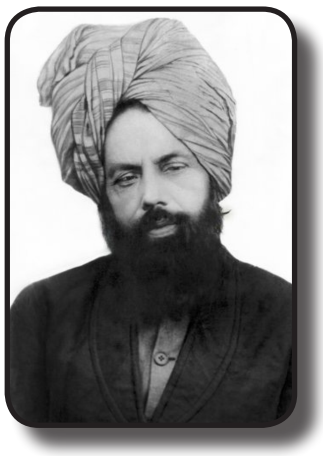

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں :

’’میرے پیارے دوستو! میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مجھے خدائے تعالیٰ نے سچا جوش آپ لوگوں کی ہمدردی کے لئے بخشا ہے۔ اور ایک سچی معرفت آپ صاحبوں کی زیادتِ ایمان و عرفان کے لئے مجھے عطا کی گئی ہے۔ اس معرفت کی آپ کو اور آپ کی ذریّت کو نہایت ضرورت ہے۔ سو میں اس لئے مستعد کھڑا ہوں کہ آپ لوگ اپنے اموالِ طیّبہ سے اپنے دینی مہمات کے لئے مدد دیں اور ہر یک شخص جہاں تک خدائے تعالیٰ نے اس کو وسعت و طاقت و مقدرت دی ہے اس راہ میں دریغ نہ کرے اور اللہ اور رسولؐ سے اپنے اموال کو مقدم نہ سمجھے اور پھر میں جہاں تک میرے امکان میں ہے تالیفات کے ذریعہ سے ان علوم اور برکات کو ایشیا اور یورپ کے ملکوں میں پھیلاؤں جو خداتعالیٰ کی پاک روح نے مجھے دی ہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 516)

فرمایا:’’ہر ایک شخص جو اپنے تئیں بیعت شدوں میں داخل سمجھتا ہے اُس کے لئے اب وقت ہے کہ اپنے مال سے بھی اس سلسلہ کی خدمت کرے۔ جو شخص ایک پیسہ کی حیثیت رکھتا ہے وہ سلسلہ کے مصارف کے لئے ماہ بماہ ایک پیسہ دیوے اور جو شخص ایک روپیہ ماہوار دے سکتا ہے وہ ایک روپیہ ماہوار ادا کرے ... ہر ایک بیعت کنندہ کو بقدرِ وسعت مدد دینی چاہیئے تا خدا تعالیٰ بھی انہیں مدد دے۔ اگر بے ناغہ ماہ بماہ ان کی مدد پہنچتی رہے گو تھوڑی مدد ہو تو وہ اس مدد سے بہتر ہے جو مدت تک فراموشی اختیار کر کے پھر کسی وقت اپنے ہی خیال سے کی جاتی ہے۔ ہر ایک شخص کا صدق اس کی خدمت سے پہچانا جاتا ہے۔ عزیزو! یہ دین کے لئے اور دین کی اغراض کے لئے خدمت کا وقت ہے اس وقت کو غنیمت سمجھو کہ پھر کبھی ہاتھ نہیں آئے گا چاہئے کہ زکوۃ دینے والا اسی جگہ اپنی زکوۃ ادا کرے ہر ایک شخص فضولیوں سے اپنے تئیں بچاوے اور اس راہ میں وہ روپیہ لگاوے اور بہرحال صدق دکھاوے تا فضل اور روح القدس کا انعام پاوے کیونکہ یہ انعام اُن لوگوں کے لئے تیار ہے جو اس سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں۔‘‘

(کشتی نوحؑ،روحانی خزائن جلد19 صفحہ 83)

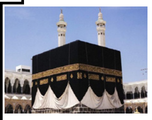

ارشاد باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ اَخۡبَتُوۡۤا اِلٰی رَبِّہِمۡ ۙ اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ الۡجَنَّۃِ ۚ ہُمۡ فِیۡہَا خٰلِدُوۡنَ

(الھود:24)

یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے اور وہ اپنے ربّ کی طرف جھکے یہی وہ لوگ ہیں جو اہلِ جنت ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

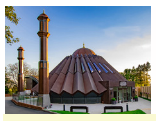

فرمان خلیفہ وقت

تمام رسولوں سے افضل

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

’’آپؐ تمام رسولوں سے افضل ہیں۔ آپؐ تا قیامت تمام زمانوں کے لئے مبعوث ہوئے ہیں۔ آپؐ کو خدا تعالیٰ نے یہ مقام بخشا ہے کہ آپ کی اتباع سے انسان اللہ تعالیٰ کی محبت پاتا ہے۔ آپؐ کو وہ مہرِ نبوت عطا ہوئی ہے جو تمام سابقہ انبیاء پر ثبت ہو کر ان انبیاء کے نبی ہونے کی تصدیق کرتی ہے۔ آپؐ کو وہ مقامِ خاتم النبیین ملا ہے جس کے اُمّتی کو بھی نبوت کا درجہ ملا اور آپؐ کا اُمّتی اور عاشق صادق ہونا ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق آنے والے مسیح و مہدی کو نبوت کا مقام دلا گیا۔ آپؐ کا قربِ خدا وندی جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں یوں فرمایا ہے کہ ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی(النجم: 09) یہ اللہ تعالیٰ سے قرب کی انتہا ہے...پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو تاقیامت خدا کے پیارے اور افضل ہیں۔ آپ سے کئے گئے خدا تعالیٰ کے وعدے بھی ہمیشہ پورے ہوتے رہیں گے۔ ہر زمانے میں دشمنانِ اسلام اپنے انجام کو پہنچتے رہے ہیں اور پہنچتے رہیں گے۔اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بلند شان کے نظارے اور خدا تعالیٰ کا آپؐ سے پیار کا سلوک دکھاتا چلاجائے۔ اور ہم حقیقی رنگ میں... ایسے مومن بننے کی کوشش کریں جس کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی امت سے توقع کی ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 28 جنوری 2011ء)

دربارِ خلافت

قرآن کریم کامل ترین کتاب ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ فرماتے ہیں :

’’حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر یہ کامل اور مکمل تعلیم اُتری اور جو خَاتَمُ النَّبِیّٖن کہلائے، جن کے بعد کوئی نئی شریعت آ ہی نہیں سکتی …تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خود اس تعلیم پر کس قدر عمل کرنے والے ہوں گے، اس کا تصور بھی انسانی سوچ سے باہر ہے۔کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں جنہوں نے اس پاک کلام کو سمجھا، وہ آپؐ ہی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کے اس کلام کا مکمل فہم اور ادراک حاصل ہوا۔ یہ آپؐ ہی کی ذات ہے جس کو اپنے پر اترنے والی اس آخری کتاب، اس آخری شریعت، کلام کے مطالب اور معانی کے مختلف زاویوں اور اس کے مختلف بطون کو سمجھنے کا کامل علم حاصل ہوا۔ گویا یہ خَاتَمُ النَّبِیّٖن کی ذات ہی تھی جس نے اس خَاتَمُ الْکُتُب کو سمجھااور نہ صرف اس گہرائی میں جا کر عمل کیا بلکہ صحابہؓ کو بھی وہ شعور عطا فرمایا جس سے وہ اس کو سمجھ کر پڑھتے تھے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ اس آخری کتاب کو پڑھنے کے بعد یہ ممکن ہی نہیں کہ کسی اور شریعت یا کتاب سے رہنمائی لی جائے۔کیونکہ پہلوں کی باتیں بھی اس میں آ چکی ہیں اور آئندہ کی باتیں اور خبریں بھی اس میں آ چکی ہیں… آپ ﷺ قرآن کریم کے حکموں پر کس حدتک عمل کرتے تھے۔ اس بارے میں حضرت عائشہؓ کا مشہور جواب ہر ایک کے علم میں ہے کہ جب آپؓ سے نبی کریم ﷺ کے خلق کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؓ نے فرمایا کہ کیا تم قرآن نہیں پڑھتے۔ پوچھنے والے نے کہا: کیوں نہیں۔ تو انہوں نے فرمایا کہ فَاِنَّ خُلُقَ نَبِیِّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ الْقُرْآنَ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق قرآن ہی تھے۔

(مسلم ،کتاب صلاۃ المسافرین ،باب جامع صلاۃ اللّیل و من نام)

یعنی قرآن کریم میں جس طرح لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ آپ ﷺ نے عبادت کی۔ قرآن کریم میں جس طرح لکھا ہے کہ حقوق العباد ادا کرو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حقوق العباد ادا کئے۔قرآن کریم میں جن باتوں کو کرنے کا حکم دیا آپ ﷺ نے ان باتوں اور حکموں پر مکمل طور پر عمل کیا، ان کو بجا لائے،ان کی ادائیگی کی۔ قرآن نے جن باتوں سے رکنے کا حکم دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان باتوں کو ترک کیا۔ قرآن کریم نے روزوں کا حکم دیا، صدقات کا حکم دیا، زکوٰۃ کا حکم دیا۔ آپؐ نے روزوں ، صدقات اور زکوٰۃ کے اعلیٰ ترین معیار قائم کر دیئے۔ قرآن کریم نے معاشرے میں لوگوں کے ساتھ نرمی کا حکم دیا تو آپؐ نے نرمی کی وہ انتہا کی جس کی مثال نہیں مل سکتی۔ اپنے جانی دشمنوں کو بھی معاف فرما دیا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے اصلاحِ معاشرہ کے لئے سختی کا حکم دیا تو آپؐ نے اس کی بھی پوری اطاعت و فرمانبرداری کی۔ غرض کون سا حکم ہے قرآن کریم کا جس کی آپؐ نے نہ صرف پوری طرح بلکہ اعلیٰ ترین معیار قائم کرتے ہوئے تعمیل نہ کی ہو۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ04مارچ 2005ء)

نظم

اسلام کی آغوش میں دنیا کو بلا کر

اسلام کی آغوش میں دنیا کو بلا کر
ہم عہدوں کو، وعدوں کو خلیفہ سے نبھا کر
پھر دین کی خاطر بڑی قسموں کو اٹھا کر
ہم جان کو ، اموال کو داؤ پہ لگا کر

ہر چند کہ راہوں میں بہت پیر جلیں گے
اے میرِ سفر!! انصار تیرے تیز چلیں گے

دشمن کا ارادہ تھا کہ املاک جلا دیں
منزل سے اٹھا دیں، انہیں رستے سے ہٹا دیں
یہ سانس بھی لیتے ہیں، کڑی کوئی سزا دیں
اپنا یہ قرینہ ہے کہ ہم پھر بھی دعا دیں

ہم جان بھی واریں گے، نہیں آہ بھریں گے
اے میر سفر!! انصار تیرے تیز چلیں گے

پھر قید میں معصوم ہے، بوڑھا ہے، جواں ہے
اس شہرِ محبت میں بھی اک آہ و فغاں ہے
کہنے کو تو راوی میری آنکھوں میں رواں ہے
اے میرے خلیفہ!! تیری مسکان میں جاں ہے

ہم تیری محبت میں سبھی درد سہیں گے
اے میر سفر!! انصار تیرے تیز چلیں گے

کانٹے میرے قدموں میں بچھائے بھی گئے تھے
ہم خونِ شہیداں میں نہائے بھی گئے تھے
زنجیروں میں باندھے ہوئے لائے بھی گئے تھے
ہم دار پہ ہنستے ہوئے پائے بھی گئے تھے

ہم رسمِ وفاداری کا پھر پاس رکھیں گے
اے میر سفر!! انصار تیرے تیز چلیں گے

پھر سے میرے مولا!! تیرے فرمان چلیں گے
اک دین کے اندر سبھی ادیان چلیں گے
طوفان سے نکلیں گے، شبستان چلیں گے
مسرور کے جھنڈے تلے شاہان چلیں گے

قادر کے نوشتے ہیں، کبھی یہ نہ ٹلیں گے
اے میر سفر!! انصار تیرے تیز چلیں گے

اطہر حفیظ فراز

انصر رضا، مشنری ٹورنٹو، کینیڈا

کرسمس۔مذہبی تہوار یا ایک تفریحی میلہ

کرسمس کی تاریخ اور پس منظر

لفظ کرسمس قدیم انگریزی کے دو الفاظ ‘Cristes Maesse یعنی ‘the Mass of Christ (مسیح کا جسمانی ظہور) سے مل کر بنا ہے جو کہ CE 1038 میں سب سے پہلے استعمال کئے گئے۔کرسمس دنیا بھر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے یومِ پیدائش کے طور پر منایا جاتا ہے۔ اس روز گرجاگھروں میں خصوصی عبادت ہوتی ہے، گھروں سڑکوں اور تمام عمارات کو کئی روز پہلے خوبصورت رنگ برنگے قمقموں اور دیگر اشیاء سے سجایا جاتا ہے۔ جگہ جگہ کرسمس ٹری ، جو کہ سدا بہار درخت کے نام سے جانا جاتا ہے ،لگا کر سجایا جاتا ہے۔ یہ درخت ایک مثلث کی طرح نیچے سے چوڑا ہوتا ہے اور اوپر تک ایک باریک نوک کی شکل میں آسمان کی طرف اُٹھتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ اس کے ذریعہ یہ سبق دیا جاتا ہے کہ اس درخت کی طرح مسیح بھی سدا بہار اور ہمیشہ زندہ ہے اس موقع پر گھروں میں تقریبات ہوتی ہیں اور افرادِ خاندان اور دوست احباب مل کر دعوتیں اُڑاتے ہیں۔

کرسمس ، جسے اردو اور عربی میں عید میلاد مسیح کہا جاتا ہے، دنیا بھر میں اب ایک مذہبی تہوار کی بجائے تفریحی اور بڑی بڑی کاروباری کمپنیوں کے لئے زیادہ سے زیادہ مالی منفعت حاصل کرنے والے تہوار کے طور پر منایا جاتا ہے ۔ اگرچہ چند مسیحی مذہبی حلقے دبی دبی زبان میں یہ کہتے ہیں اور ایک دو چرچز کے اوپر کبھی کبھار اس طرح کے بینرز نظر آجاتے ہیں جن پر لکھا ہوتا ہے کہ ’’مسیح کو کرسمس میں واپس لاؤ‘‘۔لیکن اوّل تو یہ احتجاج بہت ہی دھیما اور کمزور ہوتا ہے دوسرا یہ کہ اب یہ بھی آہستہ آہستہ دم توڑتا ہوا نظر آرہا ہے۔ دسمبر کے آخری دس دنوں میں شدید سردی اور برفباری کے باعث ویسے بھی سکولوں میں تعطیلات ہوتی ہیں ۔ لیکن کرسمس کی مذہبی اہمیت ختم کرنے کا سب سے کاری وار یہ کیا گیا ہے کہ اب ان ایام میں دی گئی تعطیلات میں کرسمس کی مبارکباد کی بجائے Season’s Greetings یعنی موسمی مبارکباد دی جاتی ہے اور Happy Holidays کہا جاتا ہے۔ ظلم کی انتہا یہ ہے کہ یہ سلوک صرف کرسمس کے ساتھ کیا جاتا ہے جبکہ انہی ملکوں میں بسنے والے دوسرے مذاہب کے مذہبی تہوار یعنی ہولی دیوالی عید اور ہنوکا وغیرہ انہی ناموں سے منائے جاتے ہیں اور ان کی مذہبی اہمیت اور پس منظر کو اجاگر کیا جاتا ہے۔ اگرچہ ان میں بھی کاروباری کمپنیاں نت نئی اشیاء مارکیٹ میں لا کر ان سے مالی منفعت حاصل کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ لوگوں کو زیادہ سے زیادہ خریداری کی طرف مائل کرنے کے لئے اشیاء کی قیمتوں میں نمایاں کمی کردی جاتی ہے اور لوگ ضرورت کی اشیاء مثلاً لباس جوتے و دیگر کی خریداری کے لئے پورا سال ان ایام کا انتظار کرتے ہیں تاکہ اپنے لئے اور افراد خاندان و دوستوں کو تحفے تحائف دینے کے لئے کم قیمت پر خریداری کریں۔ پہلے تو یہ قیمتیں کرسمس یعنی 25 دسمبر تک ہی کم کی جاتی تھیں لیکن اب کرسمس کے بعد باکسنگ ڈے کا اضافہ کیا گیا جس میں قیمتیں مزید کم کردی جاتی ہیں اور یہ بھی صرف ایک دن کے لئے نہیں بلکہ یہ باکسنگ ڈے دسمبر کے اختتام تک جاری رہتا ہے۔ اگرچہ اس میں مذہبی جذبہ نہیں بلکہ زیادہ اشیاء بیچ کر منافع کمانے کی نیت شامل ہوتی ہے لیکن پھر بھی عوام کے لئے ایک سہولت میسر ہوتی ہے۔ برسبیل تذکرہ عرض ہے کہ یورپ امریکہ کینیڈا اور آسٹریلیا میں گراسری سٹورز پر اشیائے خوردونوش کی قیمتیں عید اور ہولی دیوالی پر بھی کم کی جاتی ہیں۔ اس کے برعکس ہمارے ہاں مذہبی جذبہ رکھنے والے مسلمان دکاندار رمضان اور عید کے موقع پر ہر قسم کی اشیاء میں ہوشربا اضافہ کردیتے ہیں جس سے عام آدمی کی پہلے سے دم توڑتی ہوئی قوت خرید قریب المرگ ہوجاتی ہے۔ کاش یہ مسلمان دکاندار غیرمسلموں سے ہی کچھ سیکھ لیں۔

بہرحال! کرسمس کی تاریخ اور پس منظر کی طرف واپس آتے ہیں۔ کیتھولک انسائیکلوپیڈیا new advent کے مطابق بائیبل سے 25 دسمبر کے روز مسیح کی پیدائش کا کوئی ثبوت نہیں ملتا کیونکہ اول تو اتنی سردی میں مردم شماری نہیں ہوسکتی تھی دوسرے چرواہوں کا کھلے میدان میں بھیڑ بکریاں چرانا بھی عقل کے خلاف ہے۔مزید لکھا ہے کہ دو ڈھائی سو سال تک چرچ کے بڑے بڑے فادرز اپنی سالگرہ منانا بھی پسند نہیں کرتے تھے بلکہ اس پر سخت تنقید بھی کرتے تھے کہ ولیوں اور شہداء کی سالگرہ یا یوم شہادت منایا جائےچہ جائیکہ وہ مسیح کی پیدائش کا دن مناتے۔چرچ کی تاریخ میں یہ سب باتیں محفوظ ہیں۔اس انسائیکلوپیڈیا میں اعتراف کیا گیا ہے کہ مسیح کی پیدائش کے سال مہینہ اور دن کے متعلق بہت سی مختلف اور متضاد آراء ملتی ہیں جنہیں کسی طور بھی سلجھایا نہیں جاسکتا۔اسکندریہ (مصر) ، یروشلم (فلسطین)، انطاکیہ اور قسطنطنیہ (ترکی)، روم (اٹلی) ، قبرص اور ایشیائے کوچک کے مختلف ملکوں کے حوالوں سے بتایا گیا ہے کہ جب دو ڈھائی صدیوں بعد کرسمس کی تقریبات شروع ہوئیں تو ان تمام علاقوں میں اگست سے لے کر اپریل تک مختلف مہینوں اور دنوں میں انہیں منایا جاتا تھا۔ حوالہ کے لئے دیکھیں newadvent.org under Christmas ۔ موجودہ دور میں بھی مغربی خطے میں کرسمس 25 دسمبر کو جبکہ مشرقی چرچ چھ جنوری کو منایا جاتا ہے۔

انسائیکلوپیڈیا بریٹینکا کے مطابق سب سے پہلے 221ء میں Sextus Julius Africanus نامی ایک پادری ، جو کہ مؤرخ بھی تھا، نے پچیس دسمبر کو مسیح کی پیدائش کا دن بتایا ۔ اس کے مطابق مریم مسیح سے 25 مارچ کو حاملہ ہوئیں اور ٹھیک نو مہینے بعد پچیس دسمبر کو مسیح پیدا ہوئے۔ لیکن چرچ نے اس تاریخ کو فوراً ہی قبول نہیں کرلیا بلکہ اس کے ایک سو سال بعد 336ء میں روم کے بادشاہ قسطنطین کے عیسائی ہونے کے بعد رائج کیا۔ محققین کے نزدیک اس کی ایک اور وجہ یہ تھی کہ گریکو رومن خدا invicti nati (ناقابل تسخیر بیٹا) کا جنم دن پچیس دسمبر کو تھا۔ چرچ مسیح کو اس دیوتا کے بدلے میں پیش کرنا چاہتا تھا لیکن عوامی جذبات بھی مجروح نہیں کرنا چاہتا تھا لہذا اس دیوتاکے جنم دن کو مسیح کے جنم دن سے بدل دیا گیا۔ کرسمس کے بارے میں سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سورہ مریم کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں:

’’اس مقام پر ایک بہت بڑی مشکل پیش آجاتی ہے جس کو حل کرنا ہمارے لئے نہایت ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ عیسائی تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ حضرت مسیحؑ کی پیدائش 25دِسمبر کو ہوئی اور لوقا کہتا ہے کہ قیصر اگسطِس نے اُس وقت مردم شماری کا حکم دیا تھا جس کے لئے یوسف اور مریم ناصرہ سے بیت لحم گئے اور وہیں حضرت مسیحؑ کی پیدائش ہو ئی ۔ گویا 25 دسمبر کو ۔اُس زمانہ میں جب قیصر اگسطِس کے حکم کے ماتحت یہودی کی پہلی مردم شمارہوئی مسیحؑ بیت لحم میں پیدا ہوئے۔ قرآن بتاتا ہے کہ مسیح اس موسم میں پیدا ہوئے جس میں کھجور پھل دیتی ہے اور کھجور کے زیادہ پھل دینے کا زمانہ دسمبر نہیں ہوتا بلکہ جولائی اگست ہوتا ہے اور پھر جب ہم یہ دیکھیں کہ خدا تعالیٰ نے انہیں ایک چشمے کا بھی پتہ بتایا جہاں وہ اپنے بچے کو نہلا سکتی تھیں اور اپنی صفائی کر سکتی تھیں تو اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ جولائی اگست کا مہینہ تھا ورنہ سخت سردی کے موسم میں چشمہ کے پا نی سے نہانا اور بچے کو بھی غسل دینا خصوصاً ایک پہاڑ پر اور عرب کے شمال میں عقل کے بالکل خلاف تھا ۔لیکن عیسائی تاریخ یہی کہتی ہے کہ حضرت مسیحؑ دسمبر میں پیدا ہوئے اور اگر یہ تسلیم کیا جائے کہ حضرت مسیح کی پیدائش دسمبر میں ہوئی تھی تو سوال پیدا ہو تا ہے کہ قرآن تو حضرت مریم سے کہتا کہ ھزی الیك بجذع النخلة تساقط علیك رطبا جنیا تو کھجور کے تنہ کو ہلا تجھ پر تازہ کھجوریں گریں گی ۔حالانکہ کھجور اُس وقت بہت کم ہوتی ہے۔کھجور زیادہ تر جولائی اگست میں ہو تی ہے اور مسیح کی پیدائش دسمبر میں ہوئی۔ پس اگریہ درست ہے کہ مسیح دسمبر میں پیدا ہوئے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ قرآن نے کھجور کا کیوں ذکر کیا جبکہ کھجوریں اُس موسم میں ہوتی ہی نہیں ۔اس اعتراض سے ڈر کر ہمارے مفسرین نے یہ لکھ دیا کہ حضرت مریم کھجور کے تنہ کے پاس درد کا سہارا لینے گئی تھیں۔ انہیں خیال آیا کہ مسیح کی پیدائش دسمبر میں بتائی جاتی ہے اور دسمبر میں کھجورکے درخت پر بہت کم پھل لگتا ہے پھر وہ کھجور کے سوکھے درخت کے پاس کیوں گئی تھیں ۔اِس کا جواب اُنہوں نے یہ سوچاکہ وہ درد کا سہار الینے گئی تھیں ۔مگر انہیں یہ خیال نہ آیاکہ ساتھ قرآن نے یہ کہاکہ کھا اور یہ بھی کہا ہے کہ کھجور کے تنہ کو ہلا تو تجھ پر تازہ کھجوریں گرینگی ۔ صرف اس وجہ سے کہ عیسائی بیان اُن کے سامنے تھا کہ مسیح دسمبر میں پیدا ہوئے اوردسمبر میں کھجور کو بہت کم پھل لگتا ہے ۔ انہوں نے یہ معنی کر لئے کہ وہ سہارا لینے کے لئے کھجور کے سوکھے درخت کے پاس گئی تھیں لیکن بعض مفسروں کو فکلی اور تسلقط علیک رطبا جنیا کا بھی خیال آیا اور انہوں نے لکھا ہے کہ یہ ایک معجزہ تھا ۔حضرت مریم کھجور کے سوکھے درخت کو ہلاتیں تو تازہ بتازہ کھجوریں گرنی شروع ہوجا تی تھیں۔

دوسری مشکل ہمارے سامنے یہ پیش آتی ہے کہ یہ واقعہ یہود یہ میں ہوا ہے ۔قرآن اس موقعہ پر کھجور کا ذکر کرتا ہے اور بائبل کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں زیتون بادام اور انگور ہوتا تھا کھجور کا ذکر نہیں آتا اور پھر عجیب بات یہ ہے کہ دسمبر میں بادام بھی نہیں ہوتا۔ انگور بھی نہیں ہوتا اور زیتون بھی نہیں ہوتا گویا قرآن صرف کھجور کا ذکر کرتا ہے مگر دسمبر میں کھجور بہت کم ہوتی ہے اور تاریخ بائبل یہودیہ میں زیتون ، بادام اور انگور کا تو ذکر کرتی ہے لیکن کھجور کا ذکر نہیں کرتی اور پھر یہ تینوں چیزیں

بھی دسمبر میں نہیں ہوتیں ۔اب ہم دیکھتے ہیں کہ کیااس علاقہ میں جسمیں انجیل حضرت مسیح کی پیدائش بتاتی ہے کھجور ہوتی تھی یا نہیں ۔اِس کے متعلق جب ہم بائبل کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ خود بائبل اس بات پر گواہ ہے کہ اُس علاقہ میں کھجور ہو کرتی تھی ۔چنانچہ لکھا ہے "تب موسٰی کے سُسر قینی کی اولاد کھجوروں کے شہر سے بنی یہوداہ کے ساتھ یہوداہ کے بیابان کو جو عراد کے دکھن کی طرف ہے چڑھیں ۔" (قاضیوں باب آیت ۱۶)۔عراد جس کا حوالہ میں ذکر آتا ہے بیت لحم سے کوئی سو میل کے فاصلہ پرہے اور چونکہ اس سے شمالی کی طرف کھجوروں کا شہر تھااس سے معلوم ہوتا ہے کہ بیت لحم کے قریب قریب یقینا کھجوریں پائی جاتی تھیں ۔ پھر یہودیہ کا علاقہ جس میں بیت لحم ہے چونکہ عرب سے ملتا ہے اس لئے بھی اُس میں کھجوروں کا پایا جانا بالکل قرین قیاس ہے لیکن اس تحقیق سے الی جذع النخلۃ تک تو بات ٹھیک ہوگئی ۔پتہ لگ گیا کہ اُس علاقہ میں کھجور پائی جاتی تھی لیکن یہ سوال ابھی حل نہیں ہوا کہ قرآن کہتا ہے کہ مسیح جس موسم میں پیدا ہوئے اُس وقت کھجوریں درخت پر لگی ہوئی تھیں اور کھجوریں بھی پختہ تھیں اور کھانے کے قابل تھیں اور عیسائی کہتے ہیں کہ حضرت مسیح دسمبر میں پیدا ہوئے جبکہ کھجوریں بہت کم ہوتی ہیں ۔اس سے لازماً یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ قرآن کریم کے نزدیک حضرت مسیح ؑ کی پیدائش اس موسم میں ہوتی ہے جس میں کھجور لگی ہوئی ہوتی ہے مسیحی تاریخوں سے پتہ لگتا ہے کہ مسیح ۲۵دسمبر کو پیدا ہوا ۔بعض اس کا وقت اپریل بتاتی ہیں ۔مگر دسمبر یا اپریل میں کھجور درخت پر بہت کم ہوتی ہے ۔پس ہمیں اس مسئلہ کی مزید تحقیق کی ضرورت پیش آتی ہے ۔

(تفسیر کبیر جلد پنجم صفحہ 179، 180)

سانتاکلاز

کرسمس کا ایک اور دلچسپ کردار سانتاکلاز کا ہے۔ سب لوگ اس بات پر متفق ہیں کہ یہ کردار جدید دور میں کرسمس کا حصہ بنایا گیا۔ اس کی اصل کے بارے میں یونیورسٹی آف مینیٹوبا کینیڈا کے ایک پروفیسر Gerry Bowler کی کتاب Santa Claus: A Biography ایک دلچسپ معلوماتی کتاب ہے۔ اس کتاب اور دیگر ذرائع کے مطابق سانتا کلاز کا اصل نام سینٹ نکولس تھا جو روم کے بادشاہ قسطنطین کے مسیحی ہونے سے کچھ عرصہ قبل موجود تھا اور رومی مظالم کے خلاف آواز بلند کرتے ہوئے مسیحی عقائد کی کھلم کھلا تبلیغ کرتا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ سینٹ نکولس غریب مسیحی لوگوں اور بچوں کی مدد کیا کرتا تھا۔ ابتداء میں چرچ نے اسے کوئی اہمیت نہیں دی لیکن عیسائیت کے امریکہ میں اثر و نفوذ کے بعد جہاں کرسمس کو ایک مذہبی تہوار کی بجائے قومی و معاشرتی میلے کے طور پر اپنایا گیا تو اس میں رنگ بھرنے کے لئے جہاں دیگر ہلاگُلا شامل کیا گیا وہاں سانتاکلاز کو بھی اس کا ایک لازمی جزو بنادیا گیا۔ ابتداء میں سینٹ نکولس کا دن چھ دسمبر کو منایا جاتا تھا لیکن پھر اسے کرسمس کے قریب کردیا گیا تاکہ اِسے مزید پیسے اینٹھنے کا ذریعہ بنادیا جائے۔بچوں کے ذہنوں کو متاثر کرنے کے لئے مغربی دنیا کی سب سے بڑی اور مؤثر پراپیگنڈہ مشینری ہالی وڈ اور ٹیلیویژن پر سانتاکلاز اور کرسمس کے بارے میں فلمیں اور ٹی وی شوز بنائے جاتے ہیں جو کرسمس کے قریب نشر کئے جاتے ہیں۔

****

قارئین کی ایڈیٹر الفضل کے نام اخبار کے اجراء پر مبارکبادیں اور جذبات

طیبہ منصور چیمہ۔جرمنی

الحمدللہ الحمدللہ! حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اقتداء میں اللہ تعالیٰ جماعت کی ترقیات کے در ہر دن کھول رہا ہے۔آج بھی ایسا ہی تاریخی دن ہےجب پیارے آقا نے الفضل کی نئی ویب سائٹ کا اجراء فرمایاجس پر میں اپنی اور اپنی فیملی کی طرف سے پیارے آقا کی خدمت میں مبارک باد پیش کرتی ہوں۔ادارہ الفضل کی پوری ٹیم مبارک باد کی مستحق ہے۔اللہ تعالیٰ آپ کی اس کاوش کو قبول فرماتے ہوئے خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کے سلطانِ نصیر بنائے۔آمین

صائمہ نورین۔برطانیہ

آپ کو اور آپ کی ساری ٹیم کو الفضل کی روزانہ اشاعت مبارک ہو۔

مقصوداحمد علوی ۔جرمنی

Daily Alfazl London کے اجراء پر دلی مبارک باد قبول فرمائیں۔

سید حسین احمد

Daily Alfazl London کا اجراء مبارک ہو۔اللہ تعالیٰ تمام ٹیم کو اعلیٰ ترقیات عطا کرے۔ہماری دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔آمین

ثمر حفیظ۔ انڈیا

نئی ویب سائٹ اور ایپ(App) کے اجراء پر مبارک باد قبول ہو۔اللہ تعالیٰ آپ سب کو بہترین کام کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

مدیحہ اٹھوال ۔(ٹویٹ)

بچپن سے الفضل ہمارے گھروں کی زینت بنا کرتا تھا اسے روز پڑھنا معمول ہوتا تھا۔کوئی اہم تاریخ ڈھونڈنی ہوتی یا کوئی مضمون لکھنا ہوتاتوالفضل کا رُخ کیا جاتا تھا۔الفضل رکھنے کے لئے گھر میں الگ جگہ ہوا کرتی تھی۔ربوہ میں جب الفضل آنا بند ہواتو لگتا تھا کوئی بہت پیارا بچھڑ گیا ہے۔

مبشر احمد طاہر۔

الفضل کی تمام ٹیم کو خاکسار کی طرف سے مبارک ہو۔اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ کو اسلام و احمدیت کا پیغام اکنافِ عالم میں پھیلانے کی توفیق عطا کرتا چلا جائے۔آمین

محمد کولمبس خان۔جرمنی

الحمدللہ !روحانی مائدہ موسلادھار بارش کی طرح نازل ہو رہا ہے۔اللہ تعالیٰ کا جس قدر شکر ادا کریں حق ادا نہیں ہو سکتا۔خدا تعالیٰ کے یہ فضل مستقل جاری رہیں۔آمین

ہومیوڈاکٹر نذیر احمد مظہر۔کینیڈا

خاکسار روزنامہ الفضل لندن کے آن لائن ایڈیشن کے اجراء پر مبارک باد پیش کرتا ہے۔

محمد اشرف کاہلوں۔

مؤقر روزنامہ الفضل آن لائن کے اجراء پر آپ اورجملہ رفقاء کو دلی مبارک باد۔اللہ تعالیٰ مؤقر جریدہ کو پیغام حق کی منادی کا حقیقی ذریعہ اور وسیلہ بنائے۔

خدام الاحمدیہ کو ذمہ داریاں نبھانے کی تاکید
ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں۔

’’کوئی معمولی مقام نہیں ہے جس پر آپ کو کھڑا کیا گیا ہے۔ اس لئے جو ذمہ داریاں آپ پر عائد ہوتی ہیں انہیں سمجھنے اور ان ذمہ داریوں کو پوری کوشش اور پوری جدوجہد سے نباہنے کی طرف آپ کو متوجہ ہونا چاہئے او ربنیادی طور پر دو خصوصیتیں آپ کے اندر پیدا ہونی چاہئیں جو اس آیت کریمہ میں بیان ہوئی ہیں کہ... جب حضرت موسیٰ علیہ السلام مدین کے پانی پر اپنے تربیتی اور مجاہدانہ سفر میں پہنچے تو وہاں خدا تعالیٰ کی حکمت کاملہ نے آپ کو ایک نیکی کی توفیق عطا کی اور وہ یہ کہ کچھ عورتیں اپنے جانوروں کو پانی پلانا چاہتی تھیں۔ لیکن چونکہ ان کے ساتھ کوئی مرد نہ تھا اس لئے وہ ایک طرف کھڑی ہوئی اس بات کا انتظار کررہی تھیں کہ جب مرد چلے جائیں تو پھر آرام سے اپنے جانوروں کو پانی پلائیں ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کی مدد کی اور ان کے جانورو ں کو پانی پلا دیا جب وہ اپنے گھر گئیں تو انہوں نے اپنے والد سے کچھ باتیں کی ہوں گی ان باتوں میں سے بعض باتیں اصولی تھیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی کامل کتاب میں پر حکمت زبان میں بیان کیاہے اورایک چھوٹے سے فقرہ میں بیان کیا ہے کہ ان میں سے ایک لڑکی نے اپنے والد سے کہا کے جسے خادم رکھنا ہواُس کے متعلق یہ دیکھ لینا چاہئے کہ وہ القوی اور الامین ہے یا نہیں کیونکہ بہتر خادم وہی ہوا کرتا ہے جو قوی اور امین ہو۔ جب ایک شخص کسی کو خادم رکھتے ہوئے ان دو صفات کو دیکھتا ہے تو وہ جو خدا کے خادم بننے کا دعویٰ کرتے ہیں انہیں اپنے اندر ان صفات کو بدرجہ اولیٰ پیدا کرنا چاہئے ایک القوی اور دوسرے الامین ہونا ۔ اسی طرح بالواسطہ ... خدام کا ذکر قرآن کریم میں آجاتا ہے ۔ کیونکہ جو اجرت پر رکھا جاتا ہے ۔ وہ خادم ہوتا ہے اور اگرچہ اللہ تعالیٰ سے انسان اجرت تو مقرر نہیں کرواتا کہ اس کا حق نہیں لیکن اللہ تعالیٰ جو بے انتہاء فضل اور رحم کرنے والا ہے اس نے اپنے بندوں سے یہی وعدہ کیا ہے کہ اگر تم میری خدمت میں مصروف رہو گے تو میرے انعامات کے وارث بنتے چلے جاؤ گے ۔پہلی صفت ایک خادم میں القوی کی ہونی چاہئے جب ہم لغت کو او رقرآن کریم کی اصطلاح کو دیکھتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ القوۃ کے ایک معنی القدرۃ کے ہیں اور یہ دونوں لفظ ہم معنی ہیں لیکن آگے پھر ہر قسم کی قوتوں کے معنی میں اس لفظ کو عربی زبان اور اللہ کی اصطلاح استعمال کرتی ہے ۔ اس کے معنی بدن کی قوت کے بھی ہیں ۔ اس کے معنی دل کی قوت اور مضبوطی کے بھی ہیں ۔ اس کے معنی اس قوت کے بھی ہیں جو خارجی اموال اور اسباب سے حاصل کی جاتی ہے او ر اس کے معنی اللہ تعالیٰ کی قوت اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کے بھی ہیں اس معنی میں بھی قرآن کریم میں یہ لفظ استعمال ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ تو ایک بے مثل رنگ میں کامل قدرتوں اور طاقتوں کا مالک ہے اس لئے اس معنی میں تو انسان کے متعلق اس لفظ کو استعمال نہیں کیا جاسکتا سوائے ظلی طور پر لیکن جو تین معنی دوسرے ہیں ان میں یہ لفظ انسان کے لئے استعمال ہوسکتا ہے اور قرآن کریم ان تینوں معنوں میں اسے استعمال کرتا ہے۔‘‘

(افتتاحی خطاب برموقع سالانہ اجتماع1969ء)

(الفضل15اکتوبر1969ء)

جس درخت کو پانی نہ ملتا رہے وہ خشک ہوجاتا ہے اس زمانہ کے لحاظ سے اخبار قوم کے لئے پانی کا رنگ رکھتے ہیں

حضرت مصلح موعودؓ کے روزنامہ الفضل پڑھنے اور خریداری بڑھانے کے لئے پُرمغز و قابل تقلید ارشادات

حضورؓ نے جلسہ سالانہ 1941ء پر 27 دسمبر کو خطاب میں فرمایا:۔

’’اپنے مضمون کو شروع کرنے سے قبل میں حسب سابق تمام دوستوں کو پھر ایک بار بلکہ شاید بیسویں بار بلکہ اس سے بھی زیادہ بار توجہ دلاتا ہوں کہ سلسلہ کے اخبارات اور رسائل کی اشاعت بڑھانا ان کا اہم فرض ہونا چاہئے۔ انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ جس درخت کو پانی نہ ملتا رہے وہ خشک ہوجاتا ہے اور اس زمانہ کی ضرورتوں کے لحاظ سے اخبار پانی کا رنگ رکھتے ہیں اور اس لئے ان کا مطالعہ ضروری ہے۔ یہ بات میں کئی بار کہہ چکا ہوں مگر افسوس ہے کہ دوست توجہ نہیں کرتے بلکہ بعض تو نادانی سے یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اخباروں میں وہی باتیں بار بار دہرائی جاتی ہیں حالانکہ جو بات مفید ہو اسے دہرانا ضروری ہوتا ہے۔

اگر دہرانا ایسا ہی برا ہے تو ایسے لوگ روٹی کھانے اور پانی پینے کے فعل کو کیوں دہراتے ہیں۔ جس طرح انسان کا جسم تحلیل ہوتا رہتا ہے اور اس لئے ضرورت ہوتی ہے کہ انسان پھر روٹی کھائے اور پانی پیئے۔ اسی طرح دماغی تحلیل بھی ہوتی رہتی ہے اور اس لئے پھر ان باتوں کا دہرانا ضروری ہوتا ہے۔ اگر ان کو دہرایا نہ جائے تو اثر قائم نہیں رہ سکتا۔ پس دہرانا بری بات نہیں بلکہ ضروری ہے۔ اذان دن میں پانچ بار دہرائی جاتی ہے۔ یہ اخبار کا ذکر تو کوئی دہراتا ہو تو مہینہ یا سال کے بعد دہرائے گا مگر اذان تو دن میں پانچ بار دہرائی جانے کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے ہم پر ڈالی ہے۔ پھر نماز دن میں پانچ بار دہرانے کا حکم ہے۔ وہی بسم اللہ ... وہی اعوذ باللہ ... ہر نماز میں پڑھی جاتی ہے، وہی سورۃ فاتحہ ہر رکعت میں دہرائی جاتی ہے، وہی ہر نماز اور ہر رکعت میں سینے پر ہاتھ رکھے جاتے ہیں، وہی سجدہ اور وہی رکوع دہرایا جاتا ہے۔ نماز بالکل اسی طرح دن میں پانچ بار دہرائی جاتی ہے جس طرح رسول کریم ﷺ سے لے کر اب تک چلی آتی ہے۔ رسول کریم ﷺ سے لے کر اب تک ہمارے باپ دادا، ان کے باپ دادا اور پھر ان کے باپ دادا بالکل اسی طرح دہراتے چلے آئے ہیں اور اگر دہرانا عیب ہے تو اسے کیوں دہرایا جاتا ہے اور وہی نماز جو کل پڑھی تھی۔ آج دہرائی جاتی ہے۔ وہی روٹی کھانے اور پانی پینے کا عمل ہر روز دہرایا جاتا ہے۔ وہی دن جو کل چڑھا تھا آج پھر چڑھا ہے اور وہی رات ہر روز آتی ہے اور کبھی کوئی نہیں کہتا کہ دن دوبارہ نہ چڑھے اور رات دوبارہ نہ آئے۔ کیونکہ کل بھی دن تھا اور رات تھی۔ اس لئے آج دن ہو اور نہ رات۔ ذرا غور کرو کہ اگر انسان کی نیند اڑ جائے تو اسے کتنی تکلیف ہوتی ہے۔ میرا اپنا گزشتہ شب کا تجربہ ہے کہ مجھے نیند نہ آتی تھی اور صبح تقریر کرنی تھی۔ میں نے ڈرام یا نصف ڈرام برومائیڈ پی لی۔ مجھے یہ بھی علم نہ تھا کہ اتنی خوراک درست بھی ہے یا زہریلی ہوجاتی ہے۔ مگر چونکہ نیند نہ آرہی تھی میں نے پی لی۔ کیونکہ میں جانتا تھا کہ اگر رات کو نیند نہ آئی تو صبح نہ کوئی کام کرسکوں گا اور نہ تقریر کرسکوں گا تو کوئی شخص یہ نہیں کہتا کہ میں کل بھی سویا رہا ہوں آج نہ سوؤں۔ بلکہ شدید خواہش رکھتا ہے کہ وہی نیند جو کل آئی تھی اور جو روز آتی ہے ہر روز آتی رہے۔ پس کسی بات کا دہرایا جانا قابل اعتراض بات نہیں بلکہ مفید چیزوں کا دہرایا جانا ضروری اور مفید ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں مومنوں کے متعلق آتا ہے کہ کلما رزقوا منھا ... جس کا مطلب یہ ہے کہ جنت میں وہی رزق دہرائے جائیں گے۔

پس محض دہرانا کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہر روز کئی باتیں دہرائی جاتی ہیں اور انسان چاہتا ہے کہ وہ دہرائی جائیں۔ ان کا نہ دہرایا جانا اسے کبھی پسند نہیں ہوتا۔ پس یہ کہنا غلطی ہے کہ یہی بات ہمیشہ دہرائی جاتی ہے۔ جماعت کے دوستوں کو اس طرف ضرور توجہ کرنی چاہئے کہ سلسلہ کے اخبارات کو خریدیں انہیں پڑھیں اور ان سے فائدہ اٹھائیں۔ میں تو جہاں تک ہوسکے پڑھتا ہوں اور بسا اوقات فائدہ بھی اٹھاتا ہوں۔ میں نے تو کبھی کوئی ایسا مضمون نہیں پڑھا جو دوبارہ شائع ہوا ہو لیکن اگر کوئی مضمون دوبارہ بھی شائع ہوا ہو تو بہرحال اس کا اسلوب اور طرز بیان جدا ہوتا ہے اور اس چیز سے بھی فائدہ ہوتا ہے بعض عام باتیں بھی بہت بڑے فائدہ کا موجب ہوتی ہیں۔ کل ہی میرا علمی مضمون ہے اور اگر خداتعالیٰ نے توفیق دی تو آپ لوگ دیکھیں گے کہ ان میں سے بہت سی باتیں ایسی ہیں جو عام ہیں اور روز مرہ ہمارے سامنے آتی رہتی ہیں۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ اپنی کمزوریوں کی وجہ سے میں انہیں بیان کرسکوں یا نہ اور کس حد تک بیان کرسکوں لیکن اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق دی تو آپ لوگ دیکھیں گے کہ ایسی ہی مثال ہوگی جیسے معمولی معمولی چیزوں سے ایک عجوبہ تیار کرلیا جائے جس رنگ میں یہ مضمون اللہ تعالیٰ نے مجھے سمجھایا ہے وہ بالکل نرالا ہے اور اگر اسے سننے کے بعد کوئی کہے کہ یہ تو وہی باتیں ہیں جو عام طور پر ہمارے سامنے آتی رہتی ہیں تو گو اس کی یہ بات صحیح تو ہوگی لیکن اگر وہ ان کی ترتیب کو دیکھے گا تو اسے معلوم ہوگا کہ وہ اس رنگ کی ہے کہ یہ مضمون کسی کے ذہن میں پہلے نہیں آیا اور وہ محسوس کرے گا کہ یہ قرآن کریم کا بڑا کمال ہے کہ اس کے اندر سے نئے نئے علوم نکلتے رہتے ہیں۔ میں قرآن کریم پر بہت غور کرنے والا آدمی ہوں اور اس مضمون کی ترتیب کو دیکھ کر میں خود حیران ہوں کہ جو آیات روزانہ ہمارے سامنے آتی رہتی ہیں ان میں سے بعض ایسے نئے مضامین پیدا ہوئے ہیں کہ مجھے خود حیرت ہوتی ہے اس لئے یہ عذر کہ وہی باتیں دہرائی جاتی ہیں بالکل غلط ہے۔

پس دوستوں کو اخبارات کی اشاعت کی طرف خاص طور پر توجہ کرنی چاہئے اور دوسروں کو بھی اس کی تحریک کرنی چاہئے۔ ہماری جماعت اتنی ہی نہیں جتنی یہاں موجود ہے۔ ہماری جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سے بہت زیادہ ہے۔ کسی زمانہ میں ساری جماعت عورتیں اور بچے ملا کر بھی اتنی ہی ہوگی جتنی اب یہاں موجود ہے مگر اس وقت سلسلہ کے اخبارات کی اشاعت ڈیڑھ دو ہزار ہوتی تھی۔ مگر اب الفضل کے خریدار صرف بارہ سو ہیں حالانکہ اگر کچھ نہیں تو پانچ چھ ہزار اس وقت ہونے چاہئیں۔ لوگ غیر ضروری باتوں پر روپے خرچ کردیتے ہیں۔ امراء کے گھروں میں بیسیوں چیزیں ایسی رکھی رہتی ہیں جو کسی کام نہیں آتیں۔ مگر لوگ ان پر اس لئے روپے خرچ کرتے ہیں کہ کبھی کسی مہمان کے آنے پر اس کے سامنے لائی جائے تو وہ دیکھ کر کہے کہ اچھا خان صاحب آپ کے پاس یہ چیز بھی موجود ہے۔ بس اتنی سی بات سن کر ان کا دل خوش ہوجاتا ہے اور وہ پچاس روپیہ کی رقم جو اس پر خرچ کی ہوتی ہے گویا اس طرح وصول ہوجاتی ہے۔ تو ایسی غیر ضروری چیزوں پر تو لوگ روپے خرچ کردیتے ہیں لیکن خداتعالیٰ کی باتوں پر نہیں کرتے۔ ان کے متعلق کہہ دیتے ہیں کہ وہ دہرائی جاتی ہیں حالانکہ اخبارات نہ صرف ان کے فائدہ کی چیز ہیں بلکہ ان کی اولادوں کے لئے بھی ضروری ہیں۔ میں تو یہاں تک کوشش کرتا ہوں کہ جہاں تک ہوسکے ایک کتاب کی کئی کئی جلدیں مہیا کرکے رکھوں۔ میرے دل پر یہ بوجھ رہتا ہے کہ میری اولاد خدا تعالیٰ کے فضل سے زیادہ ہے ایسا نہ ہو کہ سب کے لئے کتب مہیا نہ ہوسکیں۔ میرے پاس بعض کتابوں کے تین تین چار چار نسخے ہیں۔ میں نے چند روز ہوئے ’’مُسلم‘‘ جو حدیث کی کتاب ہے منگوانے کو کہا۔ مولوی نورالحق صاحب دو مختلف قسم کی کتابیں لائے کہ ان میں سے کون سی منگوائی جائے؟ میں نے کہا دونوں منگوالیں بچوں کے کام آئیں گی۔ تو کتابوں کا رکھنا اولاد کے لئے بہت مفید ہوتا ہے۔ ایک دن آئے گا کہ وہ دنیا میں نہ ہوں گے اس وقت ان کی اولادیں ان اخبارات کو پڑھیں گے اور اپنے ایمان کو تازہ کریں گی۔ بعد میں ان کے لئے ان کا حاصل کرنا مشکل ہوگا۔

دیکھو آج پُرانے **’’الفضل‘‘** اور ریویو وغیرہ کے پرچے کس قدر مشکل سے ملتے ہیں۔ کئی دوستوں نے مجھ سے بھی شکایت کی ہے کہ پُرانے پرچے نہیں ملتے۔ پس آج دوستوں کو اس طرف توجہ کرنی چاہئے اور ان چیزوں کو خرید کر فائدہ اٹھانا چاہئے اور پھر اپنی اولادوں کے لئے ان کو محفوظ کر دینا چاہئے۔

سلسلہ کے اخبارات میں سے **’’الفضل‘‘** روزانہ ہے۔ جہاں کوئی فرد نہ خرید سکے وہاں کی جماعتیں مل کر اسے خریدیں۔ مجلس شوریٰ میں بھی اس سال یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ جن جماعتوں کے افراد کی تعداد بیس یا اس سے زیادہ ہے وہ لازمی طور پر روزانہ الفضل خریدیں اور جس جماعت کے افراد کی تعداد بیس یا اس سے کم ہو وہ **’’الفضل‘‘** کا خطبہ نمبر یا ’’فاروق‘‘ خریدے ... دوستوں کو چاہئے کہ کثرت سے ان اخبارات اور رسائل کو خریدیں اور انہیں خریدنا اور پڑھنا ایسا ہی ضروری سمجھیں جیسا زندگی کے لئے سانس لینا ضروری ہے۔ یا جیسے وہ روٹی کھانا ضروری سمجھتے ہیں۔ دیکھو ایک زمانہ تھا جب آٹا دو روپیہ من بکتا تھا اس وقت بھی لوگ روٹی کھاتے تھے، پھر سولہ سیر ہوا پھر بھی کھاتے رہے، پھر دس سیر ہوا اس وقت بھی کھاتے رہے، پھر آٹھ سات بلکہ ساڑھے چھ سیر تک پہنچ گیا تو اس وقت بھی کھاتے رہے اور اب تو قیمتوں پر گورنمنٹ نے حد بندی لگادی ہے ورنہ اگر تین چار سیر بھی بھاؤ ہو جاتا تو بھی ضرور کھاتے اس لئے کہ اسے زندگی کا جُزو سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح اخباروں اور رسائل کا خریدنا اور بھی ضروری سمجھا جائے۔ میں امید کرتا ہوں کہ اس دفعہ ضرور احباب توجہ کریں گے اور اخبارات و رسائل کی خریداری کو ضروری سمجھیں گے۔‘‘الفضل، فاروق، نور، سن رائز، ریویو

ایڈیٹر کے قلم سے

روحانی ہجرت

ہجرت یہ ہے کہ تو تمام ظاہری و باطنی برائیوں سے دور رہے (الحدیث)

ہجرت نام ہے ایک جگہ سے دوسری جگہ چلے جانے کا ، ایک شہر سے دوسرے شہر منتقل ہو جانے کا ، ایک ملک اور وطن کو چھوڑ کر دوسرے ملک اور وطن میں آباد ہونے کا ۔

اس کے بالمقابل ایک روحانی ہجرت بھی ہے۔ جو شر سے خیر کی طرف۔ بدی سے نیکی کی طرف۔ برائی سے اچھائی کی طرف۔ نفرت سے محبت کی طرف اور نفاق سے اتفاق کی طرف مسلسل سفر کرنے، لگاتار بغیر کسی انقطاع کے روحانی پرواز کا نام ہے۔ بلکہ ایک مومن کی نیکی ، تقویٰ ، اخلاص اور اللہ تعالیٰ کی طرف قدم ، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے محبت ، خلافت سے وابستگی میں ترقی بھی روحانی ہجرت ہے۔

اس روحانی ہجرت اور پرواز کا ذکر ہمیں قرآن و احادیث کے علاوہ بزرگوں کی کتب میں بھی ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو مخاطب ہو کر فرماتا ہے کہ

1. فَفِرُّوْٓا اِلَی اللّٰہِ (الذاریات: 51) پس تیزی سے اللہ کی طرف دوڑو۔
2. ایک اور موقع پر اللہ تعالیٰ نے ہجرت کی فضیلت اور برکت ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے

وَ مَنۡ یُّهَاجِرۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ یَجِدۡ فِی الۡاَرۡضِ مُرٰغَمًا كَثِیۡرًا وَّ سَعَةً ؕ وَ مَنۡ یَّخۡرُجۡ مِنۡۢ بَیۡتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَی اللّٰهِ وَ رَسُوۡلِهٖ ثُمَّ یُدۡرِكۡهُ الۡمَوۡتُ فَقَدۡ وَقَعَ اَجۡرُهٗ عَلَی اللّٰهِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا ﴿۱۰۱﴾

’’اور جو اللہ کی راہ میں ہجرت کرے تو وہ زمین میں(دشمن کو) نامراد کرنے کے بہت سے مواقع اور فراخی پائے گا اور جو اپنے گھر سے اللہ اور ا س کے رسول کی طرف ہجرت کرتے ہوئے نکلتا ہے پھر اس حالت میں موت آ جاتی ہے۔ تو اس کا اجر اللہ پر فرض ہے۔‘‘ (النساء: 101)

اس آیت کے مطابق ہر مومن ہر وقت مہاجر ہے جو اللہ کی طرف روحانی ہجرت کر رہا ہے اور لقائے باری تعالیٰ کے حصول اور اس کی خاطر سعی کرتے ہوئے نیکیاں بجالاتے ہوئے اس کو قضا و قدر آ لیتی ہے اور وہ فوت ہو جاتا ہے ۔ اس ناطے اس کا اجر اللہ پر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کئی بار مومنوں کی ایک صفت بیان کر کے اس کے اجر کا ذکر فرمایا ہے۔ جیسے سورہ البقرہ آیت 219اور سورہ التوبہ آیت 203میں اور ایک اور موقع پر فرمایا ۔

’’ کہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں اپنے اموال اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کیا ۔ وہ اللہ کے نزدیک درجے کے اعتبار سے بہت بڑے ہیں اور یہی وہ لوگ ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں۔‘‘

اب اس آیت میں اور دیگر اس جیسی آیات کریمہ میں ہجرت اور جہاد کا ذکر ہےاور اگر صرف مادی ہجرت اور جہاد کا مطلب لے لیا جائے تو وہ ہر مومن کو میسر نہیں آتی اور یوں وہ اس اجر اور ثواب سے محروم رہ گیا جن کا ان آیات میں ذکر ہے۔ یہاں روحانی معنی بھی لینے ہوں گے کہ ایسے مومن جو ہر وقت لقائے باری تعالیٰ کا سفر جاری رکھتے ہیں ۔ بدیوں کا ڈیرہ چھوڑکر نیکیوں کے علاقے میں آنے کے لئے ہجرت کر رہے ہیں اور احکامات الٰہیہ پر اموال و نفوس کی قربانی کر کے ان پر قدم مارنے کے لئے ہر وقت مجاہدہ کرتے رہتے ہیں ۔ ان کا خدا کے نزدیک بلند درجہ ہے اور وہ کامیاب ہونے والے ہیں ۔

احادیث مبارکہ میں بھی اس روحانی ہجرت کا ذکر کثرت سے ملتا ہے۔

1. آنحضرت ﷺ سے ایک دفعہ پوچھا گیا کہ کون سی ہجرت افضل ہے تو آپؐ نے فرمایامَنْ هَجَرَ مَاحَرَّمَ اللّٰہُ عَلَيْهِ کہ جن باتوں کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے ان کو چھوڑ دینا۔

(سنن ابوداؤد جلد اول کتاب الصلوٰۃ)

2. مسند احمد بن حنبل میں ہجرت کے بارے یہی سوال جب آنحضور ﷺ سے کیا گیا کہ کون سی ہجرت افضل ہے تو فرمایا :اَنْ تَهْجُرَ مَاكَرِهَ رَبُّكَ کہ ان چیزوں کو ترک کرنا جو تیرے رب کو ناپسند ہیں ۔ نیز فرمایا ہجرت دو قسم کی ہے ایک حاضر کی اور دوسری مسافر کی یعنی دور رہنے والے کی۔ اور دور رہنے والے کی ہجرت یہ ہے کہ جب اُسے بلایا جائے تو لبیک کہے اور جب کوئی حکم دیا جائے تو فوراً اطاعت کرے اور حاضر کی ہجرت بہت بڑی آزمائش ہے اور اجر کے لحاظ سے بھی افضل ہے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 2 صفحہ 160)

3. حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے ہی روایت ہے کہ آنحضور ﷺ نے مہاجر کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا :۔

اَلْمُهَاجِرُمَنْ هَجَرَ السُّوْئَ فَاجْتَنِبَهُ

کہ جس نے بُرائیوں سے ہجرت کی اور ان سے مجتنب رہا۔

(مسند احمد بن حنبل جلد2صفحہ 215)

4. پھر روایت ہے کہ ایک اعرابی نے ہجرت کے بارے آنحضرت ﷺ سے استفسار کیا کہ جب میں کسی جگہ یا قوم یا جہاں کہیں بھی ہوں یا موت کے بعد آپ کی طرف ہجرت کس طرح ہو تو فرمایا ۔

’’ہجرت یہ ہے کہ تُو تمام ظاہری و باطنی فواحش یعنی برائیوں سے دُور رہے یا کنارہ کشی اختیار کرے (اَنْ تَهْجُرَالْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ وَمَابَطَنَ) اور نماز قائم کرے ، زکوٰۃ دے۔ پھر تم مہاجر ہو خواہ تم اس حالت میں مر بھی جاؤ ۔‘‘

(مسند احمدبن حنبل جلد 2 صفحہ 226)

5. حضرت ابو سعید خدریؓ سے یہ روایت یوں بیان ہوئی ہے کہ ایک اعرابی کے ہجرت کے بارے میں پوچھنے پر فرمایا کہ

’’ہجرت کا مقام تو بہت عظیم ہے۔ کیا تیرے پاس اونٹ ہے؟ اس نے کہا ہاں جی ۔ آنحضرت ﷺ نے پوچھا کیا ان کی زکوٰۃ دیتے ہو ؟ جواب دیا ہاں جی ۔ اس پر آپؐ نے فرمایا کہ سمندروں سے ورے تو کوئی بھی نیک کام کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے اجر میں سے کوئی بھی کمی نہیں کرے گا۔ یعنی ہجرت صرف ملک چھوڑنے کا نام نہیں بلکہ نیکیوں کو اختیار کرنا اور برائیوں سے بچنا اصل ہجرت ہے۔‘‘

(سنن ابو داؤد کتاب الجہاد)

6. آنحضرت ﷺ نے اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ کے ساتھ مزید فرمایا کہ

’’جس شخص نے اللہ اور اس کے رسولؐ کی خاطر ہجرت کی اس کی خوشنودی کے لئے اپنے وطن اور خواہشات کو ترک کر دیا تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسولؐ کے لئے ہو گی۔‘‘

(بخاری کتاب الایمان باب النیۃ فی الایمان)

اس حدیث میں بھی خواہشات اور جذبات کی قربانی کر کے اللہ اور اس کے رسولؐ کو اعمال میں نمونہ بنانے اور مقدم رکھنے کی ہدایت ہے۔

7. آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ

’’ہجرت کبھی ختم نہ ہو گی جب تک کہ توبہ ختم نہ ہو اور یہ نہ ختم ہو گی جب تک کہ سورج مغرب سے طلوع نہ ہو۔‘‘

(سنن ابوداؤد کتاب الجہاد باب الھجرۃ)

اس ارشاد نبویؐ میں دراصل امام مہدی کے زمانہ کی طرف اشارہ ہے کہ مسیح موعودؑ کے وقت تک توبہ کا دروازہ کھلا ہے دوسرے لفظوں میں اللہ اور اس کے رسولؐ اور قرآن میں بیان فرمودہ احکامات پر تعمیل کا روحانی سفر اور ہجرت جاری ہے ۔ توبہ کے ذریعہ روحانی ہجرت کی وجہ سے ایک مومن کا جو نیا جنم ہوتا ہے اور نئی پیدائش ہوتی ہے۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے سیدنا حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں ۔

’’جب تم بیعت کرتے ہوتو یاد رکھو ایک وطن کو چھوڑتے ہو اور اسی کا حقیقی نام توبہ ہے اور رجوع اس وطن کو چھوڑ کر دوسرے وطن کی طرف ہجرت کا نام ہے۔‘‘

بیعت توبہ اور ہجرت کے تعلق کو ایک موقع پر آپ نے یوں بیان فرمایا ۔

’’اسی طرح بیعت میں عظیم الشان بات توبہ ہے جس کے معنی رجوع کے ہیں۔ توبہ اس حالت کا نام ہے کہ انسان اپنے معاصی سے جن سے اس کے تعلقات بڑھے ہوئے ہیں اور اس نے اپنا وطن انہیں مقرر کر لیا ہوا ہے گویا کہ گناہ میں اس نے بودو باش مقرر کر لی ہوئی ہے۔ اُس وطن کو چھوڑنا اور رجوع کے معنی پاکیزگی اختیار کرنا ۔ اب وطن کو چھوڑنا بڑا گراں گزرتا ہے اور ہزاروں تکلیفیں ہوتی ہیں ۔ ایک گھر جب انسان چھوڑتا ہے تو کس قدر اسے تکلیف ہوتی ہے اور وطن کو چھوڑنے میں تو اس کو سب یار دوستوں سے قطع تعلق کرنا پڑتا ہے اور سب چیزوں کو مثل چار پائی ، فرش وہمسائے ، وہ گلیاں کوچے ، بازار سب چھوڑ کر ایک نئے ملک میں جانا پڑتا ہے یعنی اس (سابقہ) وطن میں کبھی نہیں آتا۔ اس کا نام توبہ ہے۔ معصیت کے دوست اور ہوتے ہیں اور تقویٰ کے

دوست اور، اس تبدیلی کو صوفیاء نے موت کہا ہے۔“

ایک موقع پر رَبِّ اَدۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ کے ترجمہ میں حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

”خدایا پاک زمین میں مجھے جگہ دے۔ یہ ایک روحانی طور کی ہجرت ہے۔“

(روحانی خزائن جلد18ص26)

اعمال صالحہ سے ہجرت کر کے اپنے گرد جمع ہونے والوں کو ”اصحاب الصفہ“قرار دیتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ۔

”یاد رکھ کہ وہ زمانہ آتا ہے کہ لوگ کثرت سے تیری طرف رجوع کریں گے۔سو تیرے پر واجب ہے کہ تو اُن سے بد خلقی نہ کرے اور تجھے لازم ہے کہ تو اُن کی کثرت کو دیکھ کر تھک نہ جائے۔ اور ایسے لوگ بھی ہوں گے جو اپنے وطنوں سے ہجرت کر کے تیرے حجروں میں آ کر آباد ہوں گے ۔ وہی ہیں جو خدا کے نزدیک اصحاب الصفہ کہلاتے ہیں ۔ اور تو جانتا ہے کہ وہ کس شان اور کس ایمان کے لوگ ہوں گے جو اصحاب الصفہ کے نام سے موسوم ہیں وہ بہت قوی الایمان ہوں گے۔ تو دیکھے گا کہ اُن کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوں گے وہ تیرے پر درود بھیجیں گے اور کہیں گے کہ اے ہمارے خدا ! ہم نے ایک آواز دینے والے کی آواز سنی جو ایمان کی طرف بلاتا ہے۔ سو ہم ایمان لائے“

(21/72)

آنحضرت ﷺ کی ہر آنے والی گھڑی کو گزشتہ گزری ہوئی گھڑی سے بہتر قرار دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔

وَلَلۡاٰخِرَۃُ خَیۡرٌ لَّکَ مِنَ الۡاُوۡلٰی (الضحیٰ: 5)

اس آیت میں اسی روحانی سفر کا ذکر ہے جو ہمارے آقا ومولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنی زندگی میں بڑی تیزی سے فرمایا :۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے احباب جماعت کو کئی دفعہ اس روحانی ہجرت کی طرف بلایا ۔ ایک موقع پر مادی اور روحانی ہجرت میں اس فرق کو واضح فرمایا کہ مادی ہجرت میں بسا اوقات انسان اپنے وطن یا شہر میں واپس لوٹ آتا ہے لیکن روحانی ہجرت تو مسلسل نیکی کے میدان میں آگے بڑھنے کا نام ہے۔یہ موت چاہتی ہے اور موت کے بعد انسان واپس نہیں آیا کرتا۔ حضورؒ نے ایک دفعہ فرمایا تھا کہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ میں پہاڑ پر چڑھ رہا ہوں اور جب پیچھے مڑ کر دیکھتا ہوں تو بہت گہرائی نظر آتی ہے۔ مادی اور روحانی ہجرت میں فرق کے حوالہ سے حضورؒ فرماتے ہیں ۔

” پس اے پاکستان سے ہجرت کرنے والو ! تم جہاں کہیں بھی ہو خواہ جرمنی میں ہو یا فرانس میں یا ہالینڈ یا پولینڈ یا امریکہ یا افریقہ یا دوسرے ممالک میں ہو ۔ یاد رکھو ایک ہجرت تو ہو گئی اور اس ہجرت سے جو خدا نے وعدے فرمائے تھے پورے کر دیئے۔ تم نے اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ لیا کہ اس ہجرت کے نتیجے میں تمہیں تنگیاں نہیں بلکہ وسعتیں عطا کی گئی ہیں اور خدا نے ایک بھی وعدہ نہیں جو ٹال دیا ہو ہر وعدہ ہجرت کی برکتوں کا تمہارے ساتھ پورا کر دیا ۔ پس اب پوری مستعدی کے ساتھ کامل مستعدی کے ساتھ وہ ہجرت کرو جو بدیوں کے ملک سے نیکیوں کے ملک کی طرف ہوا کرتی ہے ۔ لیکن یہ وہ ہجرت ہے جس کے بعد لوٹ کر جانا نہیں ہے جس کے بعد مڑ کر دیکھنا نہیں ہے کہ کن کن لوگوں ، کن بد لوگوں سے ہم نے نجات پائی ہے ، کن دوستوں کو چھوڑا ہے ، کن تعلقات سے روگردانی کی ہے ، کن عزیز آرام گاہوں کو ترک کر کے آئے ہیں ۔“

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی مثال میں نے اس لئے پیش کی ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی اس تحریر کے عین مطابق یہ مثال ہے کہ جب چھوڑتے ہو تو بالکل چھوڑ جاؤ ، بھول جاؤ ، کہ تم کہاں رہا کرتے تھے ، کس دنیا میں بستے تھے ۔ وہ سب آرام تج کر دو اور ایک نئی زندگی میں داخل ہو جاؤاور یاد رکھو کہ جس خدا نے دنیوی ہجرت کے نتیجے میں اپنے کئے گئے وعدے تمہاری توقعات سے بھی بڑھ کر پورے فرمائے وہ تمہاری روحانی ہجرت کو کبھی ضائع نہیں کرے گا۔ تم پر موت نہیں آئے گی جب تک تمہارا دل تسکین سے نہ بھر جائے جب تک وہ سب لذتیں سینکڑوں گنا زیادہ عطا نہ کی جائیں جن لذتوں کو خدا کی خاطر تم نے چھوڑاہے۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے ۔ یہ ہجرت آپ کریں تو سب دنیا آپ کے ساتھ ہجرت پر تیار ہو گی ۔ یہی وہ ہجرت ہے جو انسانی زندگی کا آخری مقصد ہے۔“

(خطبہ جمعہ 23۔اگست 1996ء)

خاک کو مٹھی میں بھر کے دیکھیں گے
زندگی کیا ہے مر کے دیکھیں گے

مُوۡتُوۡا قَبۡلَ اَنۡ تَمُوۡتُوۡا کہ مرنے سے پہلے فنا ہو جاؤ۔ میں اس روحانی ہجرت کی طرف اشارہ ہے۔جو ایک قسم کی روحانی پرواز ہے۔ سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے ایک مومن بندے کی تشبیہ ایروپلین Aero Plane سے دی ہے۔ جو اپنی پرواز میں بلندیوں کی انتہاء کو چھوتا ہوا منزل مقصود تک پہنچتا ہے۔ اس لئے ایک مومن بندے میں وہ تمام خاصیتیں ہونی چاہئیں ۔ جو ایک ایروپلین میں ہوتی ہیں ، جیسے۔

1۔ ایروپلین کبھی اکیلا نہیں اڑا کرتا اپنے پیٹ میں بے شمار لوگوں کو ساتھ لے جاتا ہے۔ بعینہٖ ایک مومن کو چاہئے کہ اصلاح نفس کے اس سفر میں اپنے عزیز واقارب ، خاندان اور افراد جماعت کو ساتھ لے کر چلے۔ خود بھی اللہ تعالیٰ سے محبت کے قرینے سیکھے اور اپنی اولاد کو بھی سکھائے۔ خود بھی نمازی بنے اور اولاد کو بھی بنائے اور اخلاق فاضلہ سے بھی متصف کرے۔

2۔ جہاز جب چلنے کے لئے تیار ہوتا ہے تو اس کا ویکیوم Tightکر دیتے ہیں یعنی جہاز Air Tightہو جاتا ہے ۔ کوئی ہوا یا کوئی چیز یا کوئی بد اثرات باہر سے اندر نہیں جا سکتے۔ اگر کوئی چیز اندر جائے گی تو نقصان دہ ثابت ہو گی۔اسی طرح ایک مومن کو بیرونی بد اثرات سے محفوظ رہنا چاہئے۔ کوئی بُرائی یا گناہ یا بُری بات اس میں داخل نہ ہو ۔ مومن کی روحانی پرواز کے دوران اگر یہ جسم کے اندر داخل ہو گئیں تو نقصان دہ ہوں گی ۔

3۔ ویسے تو جہاز کی بہت سی خاصیتیں ہیں جو تمام کی تمام ایک مومن کو اپنی روحانی پرواز میں مد نظر رکھنی چاہئے۔ لیکن تمام کا ذکر یہاں مشکل ہو گا۔ صرف ایک اور کا ذکر کرتا ہوں کہ جہاز پرواز کے لئے تیاری کے بعد جب اپنی Base چھوڑتا ہے تو آہستہ آہستہ رینگتا ہوا ایک خاص مقام پر جا کر چند لمحوں کے لئے رُکتا ہے خواہ وہ چند سیکنڈ ہی کیوں نہ ہو پھر، Take Off کر جاتا ہے ۔ جو عام گاڑیوں کے طریق کار سے جدا طریق ہے۔ ایک گاڑی جب چلتی ہے تو انجن کے گرم ہونے کے ساتھ رفتار بھی تیز ہو تی جاتی ہے ۔ جبکہ جہاز ایک جگہ رک کر پھر پرواز بھرتا ہے ۔ وہ دراصل اپنی سمت متعین کرتا ہے اور پختہ عزم او رمضبوط ارادوں کے ساتھ پرواز کرتا ہے ۔ بعینہٖ ایک مومن کو اپنی مختلف روحانی پروازوں کے لئے چاہئے کہ وہ اپنے آپ کو ایک جگہ پر ذہنی طور پر کھڑا کر کے اپنا جائزہ لے۔ اپنا محاسبہ کرے کہ میں جن امور کو اپنائے ہوئے ہوں وہ دینی ہیں یا جن امور کو میں اپنانے جا رہا ہوں ان کے بارہ میں دینی تعلیم کیا ہے ۔ گویا ہمیشہ اپنی سمت درست رکھے اور اپنا پلو جھاڑ کر اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف اپنا سفر جاری رکھے۔

چونکہ اس روحانی پرواز میں ایک انسان کو ، ایک مومن کو بار بار بطور مسافر کے پیش کیا جا رہا ہے۔ اور وہ ہے بھی حقیقت میں مسافر ۔ خود آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ” میں خود ایک مسافر کی طرح ہو ں۔ جہاں آرا م ملتا ہے تھوڑا ستا لیتا ہوں پھر تازہ دم ہو کر اپنے سفر کو جاری رکھتا ہوں۔“

اس میں ایک بہت بڑا سبق ہے ۔ سفر کرتے وقت اور سفر پر جاتے وقت سفر کے تمام تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے سفر کی تیاری کی جاتی ہے۔ زاد راہ لیا جاتا ہے ۔ ہم نے مسافروں کو دیکھا ہے بالخصوص جہاز کا سفر کرنے والے کو کہ وہ اپنے ساتھ بہت ہی اہم اور ضروری مگر محدود سامان رکھ سکتے ہیں اور زائد سامان جس کو Exess Luggage کہتے ہیں اپنے سامان سے الگ کر دیتے ہیں اور ہلکا پھلکا ہو کر سفر کے لئے روانہ ہوتے ہیں ۔ بعینہٖ روحانی سفر کے لئے اخلاق سیئہ جیسے جھوٹ ، بخل ، بدگمانی ، حسد ، غیبت ، خیانت ، چوری اور عیب جوئی وغیرہ ایک مومن کے Exess Luggages ہیں ۔ جن کو اپنے اصل سامان یعنی اخلاق حسنہ سچائی امانت ، ایثار ، حسن ظنی ، شکر ، عفو ، عدل و احسان ، پاک دامنی وغیرہ سے الگ رکھنا ہے اور لغویات اور دنیا کی بے رویوں کے بوجھ ، تنازعات کے بوجھوں سے ہلکا ہو کر اپنا روحانی سفر جاری وساری رکھنا ہے۔اسی روحانی پرواز کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑفرماتے ہیں۔

جِسۡمِیۡ یَطِیۡرُ اِلَیۡکَ مِنۡ شَوۡقٍ عَلَا
یَا لَیۡتَ کَانَتۡ قُوَّۃُ الطَّیَرَانِ

کہ میرا جسم تو شوق کے غلبہ کی وجہ سے تیری طرف اڑنا چاہتا ہے۔ اے کاش مجھ میں اڑنے کی طاقت ہوتی۔

DAILY ALFAZL LONDON (Online Edition)
ANDROID APP ON Google Play
web: www.alfazlonline.org Twitter: @alfazlonline
Email: info@alfazlonline.org WhatsApp No. 00447493785065 00447951614020
اپنے مضامین،آرٹیکلز، نظمیں اور آراء ان میں سے ایک پر بھجوائیں

انسان کی زندگی میں اپنی سمت درست کرنے ، اپنا محاسبہ کرنے اور نئے عہد باندھنے کے کئی مواقع آتے ہیں ۔ جیسے رمضان ہے۔ شمسی اور ہجری ہر دو کیلنڈروں کے آغاز ہیں ۔ جمعہ کا دن ہے۔ شوریٰ بھی ہو سکتی ہے۔ طالب علم کے لئے نئی کلاس کا پہلا دن ہے۔ یہ اور اس طرح کے دیگر دن ۔ دراصل ایک انسان جو مسافر بھی ہے کے لئے پختہ عزم ، عہد باندھنے کے یہ دن ہیں۔جس طرح ہر بڑے شہر سے باہر ایک زیرو پوائنٹ Zero Pointہوتا ہے جہاں پہنچنے سے پہلے یا پہنچ کر درست ، چھوٹا راستہ اپنے منزل مقصودکے لئے اپنایا جاتا ہے۔ بعینہٖ انسان کی زندگی کی مختلف شاہراہوں کا ایک زیروپوائنٹ بھی ہے۔ ایک Road Mapبھی ہے جہاں انسان کو ذرا رُک کر تھوڑا سا آرام کر کے نئے ایندھن کے ساتھ ۔ نئے جذبہ کے ساتھ بڑی تیزی سے آگے بڑھنے اور اپنی سمت درست کر نے کا موقع ملتا ہے۔ اور ایک مومن کو ہمیشہ مدنظر رکھنا چاہیئے کہ کون سا چھوٹا ، مختصر Short Cutجس پر چل کر لقائے باری تعالیٰ حاصل ہو سکتا ہے ۔ اور اپنی روحانی منزل مقصود پر پہنچا جا سکتا ہے۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ نے اس ناطہ سے احباب جماعت کو ایک نسخہ بتلا کر بہت اچھے رنگ میں ان کی رہنمائی فرمائی ہے کہ

رمضان میں بھی انسان ایک نیکی اپنانے اور ایک بدی چھوڑنے کا مصمم ارادہ کرے تو اپنی زندگی میں جب وہ کئی ایک رمضان پائے گا تو بے شمار نیکیاں اپنا رہا ہو گا اور یوں وہ پاک و صاف ہو کر خدا کے حضور حاضر ہو گا۔

لوگ کہتے ہیں کہ زندگی ایک سہانا سفر ہے۔دینی نکتہ نگاہ سے کفار اور غیر مومنوں کے لئے تو سہانا سفر ہو سکتا ہے مگر مومنوں کے لئے تو قید خانہ ہے جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔اَلدُّنْیَا سِجْنٌ لِلْمُؤْمِنِ وَ جَنَّۃٌ لِلْکَافِرِ مومن کو اللہ کی رضا کے حصول کے لئے اپنے اوپر موت وارد کرنی پڑتی ہے ۔عبادات کی حقیقی لذت سے آشنا ہونے کے لئے اپنے اوپر سختی وارد کرنی پڑتی ہے ۔ راتوں کو نرم اور گرم بستر چھوڑ کر اللہ کے دربار میں حاضری دینی پڑتی ہے ۔ اور ’’وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ‘‘ کے لئے سختی کے دور میں سے گزرنا پڑتا ہے۔ عبادالرحمٰن بننے کے لئے اپنی نفسانی خواہشات کو خیر آباد کہہ کر اللہ اور اس کے رسولؐ کی خواہشات اور جذبات کو ملحوظ خاطر رکھنا پڑتا ہے۔ اور گناہوں ، بدیوں اور لغزشوں سے دوری حاصل کرنے کی سعی مسلسل بالآخر ایک مومن کو تمام آلائشوں سے پاک نومولود بچے کی طرح اپنے رب اعلیٰ کے حضور پیش کررہی ہوتی ہے۔ اس وقت اس مومن کی کیفیت ایک ایسے لٹھے کی چادر جیسی ہوتی ہے جو دھوبی سے دھل کر آئی ہو جس پر بدی یا گناہ کا کوئی داغ اور دھبہ نہ ہو جو اپنی آنکھوں کو بھی بھلی لگے اور دوسروں کی آنکھوں کو بھی بھائے۔

ہمارے موجودہ پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ جب سے خلافت کے مبارک منصب پر فائز ہوئے ہیں تب سے دنیا بھر میں پھیلے ہوئے احمدی احباب و خواتین کو بدیاں ترک کرنے اور نیکیاں اپنانے کی تلقین فرما رہے ہیں ۔ تاہم پاک صاف ہو کر نہا دھو کر اُجلے دُھلے لباس یعنی لباس تقویٰ کے روحانی سفر میں ایک منزل کے بعد دوسری منزل میں داخل ہوں۔ مضمون کے آخرمیں ان چند نیکیوں اور حسنات کا ذکر کیا جاتا ہے جن کی طرف ہمارے پیارے امام ہمیں بلا رہے ہیں ۔ ہم سب کا فرض ہے کہ ہجرت کا دینی مفہوم اور فلسفہ اپنے پر ، اپنے اہل خانہ پر ، اپنے عزیز واقارب پر اور احباب جماعت پر لاگو کر کے ہر فرد جماعت کو خلافت احمدیہ کا حقیقی وفادار ،جاں نثار اور مطیع و فرمانبردار پروانہ بنا دیں ۔ جس کو دیکھ کر ہمارے پیارے خلیفہ بھی خوش ہو رہے ہوں ۔ ہمارا خدا بھی راضی ہو رہا ہو اورمعاشرہ کے حسن میں بھی اضافہ کا موجب بن رہا ہو۔ اللہ کرے ایسا ہی ہو۔ اور ہم سب کو اپنا منظور نظر بنائے اور اپنے آقا کا نور نظر اور سلطان نصیر بننے کی توفیق دے۔ اور ہر ایک نَحْنُ اَنْصَارُاللّٰہِ کی آواز بلند کر رہا ہو۔ آمین

اب یہاں روحانی ہجرت کے لئے موجودہ دور کی وقت کی آواز درج کی جاتی ہے۔

1. تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہ کے تحت اپنے اندر اللہ کی صفات پیدا کرنے کی طرف سفر میں تیزی ۔
2. نماز خدا کا حق ہے اسے خوب ادا کرو۔ مساجد کی طرف بڑھنا روحانی ہجرت ہے۔
3. نوافل بالخصوص نماز تہجد کی ادائیگی کے لئے جائے نماز تک جانا بھی روحانی ہجرت ہے۔
4. دعاؤں کی طرف توجہ دیں۔ روحانی پروگرام پر عمل کریں۔
5. قرآن کریم پڑھنے ، پڑھانے اور اس کی پیاری تعلیم پر عمل کرنے، کرانے کی سعی ۔
6. مالی قربانی بالخصوص زکوٰۃ کی ادائیگی اور وصیت کے مبارک نظام سے منسلک کریں ۔
7. خلافت سے وابستگی
8. حضرت صاحب کاخطبہ جمعہ باقاعدگی سے سننا اور اپنے ٹی وی کے سامنے آ کر بیٹھنا بھی روحانی سفر ہے۔
9. عزیز واقارب ۔ عزیز رشتہ داروں سے صلہ رحمی ۔
10. اپنے اہل خانہ سے حسن معاشرت

سونف امراض جگر و معدہ کیلئے مفید

سونف استعمال کرنے سےپیشاب کھل کر آ تا ہے۔پیشاب کھل کر آنے سے زہریلے مادے خارج ہوتے ہیں۔ایام کھل کر ہوتے ہیں۔ریح اور فاسد مادوں کے اخراج سے مٹاپا اور دیگر بیماریوں سے نجات ملتی ہے۔ہاضمے میں مدد کرتی ہے ۔بھوک لگاتی ہے۔پیٹ درددور کرتی ہے۔معدے کو طاقت دیتی ہے۔بلغم کو خارج کرتی ہے،کھانسی، دمہ ،نزلہ، زکام کے جوشاندوں میں استعمال کرنے سے بہت فائدہ کرتی ہے۔نظر کو طاقت دیتی ہے۔منہ میں خوشبو پیدا کرتی ہے۔

مقدار خوراک:5تا7 گرام یا ایک تا ڈیڑھ چمچ

ترکیب استعمال:اس کے استعمال کے چند مختلف طریقے یہ ہیں۔

- اسے سالم منہ میں رکھیں اور ہلکا ہلکا چبا کر رس نگلتے رہیں۔منہ۔ مسوڑھوں اور حلق اور معدہ کے لیے نافع ہے۔
- اس کا گرائنڈر میں سفوف بنائیں۔اور ایک تا ڈیڑھ چمچ رات روزانہ۔

بھگو کر رکھیں اور صبح بلحاظ موسم،عمر،طبیعت مزاج گرم یا سرد پیئیں۔کم از کم40 روزتک اور فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

- اس کی چائے (Herbal Tea) بنائیں۔ حسب ذائقہ دار چینی،ادرک وغیرہ ملا سکتے ہیں۔
- نظر دماغ معدہ کو طاقت دیتی ہے طبیعت میں چستی اور شگفتگی پیدا کرتی ہے۔
- عرقِ سونف(بشرطیکہ خالص ہو محض سونف کی خوشبو ملا پانی نہ ہو)معدہ کے پُرانے مریضوں جگر کی خرابی پیٹ میں پانی پڑ جانے میں بے حد مؤثر پایا گیا ہے۔مریض کو پانی کی جگہ عرق پلایا جائے بہتر ہے کہ گھر پرعرق نکالنے کا انتظام کیا جائے۔ہر قسم کے ہیپا ٹائٹس کے مریضوں کے لیے بھی بے حد نافع ہے۔اگر گھر پر عرق نکالنے کا بندوبست نہ ہو سکے تو دو تا چار چمچ سونف کا سفوف رات اس قدر پانی میں بھگو کر رکھیں صبح ابال کر فریج میں ٹھنڈا کر کے سارا دن مریض کو پلائیں۔دوسرا پانی نہ پلائیں۔ امراضِ جگر اور معدہ میں بفضلِ خدا اس کے فوائد بچشم خود ملاحظہ فرمائیں۔
- امراضِ معدہ گیس ، قبض،اپھارہ،پیٹ درد پیچپش اسہال کے لیے ایک مرکب نسخہ۔

سونف 100 گرام (Fennel Seeds)
اجوائین 100 گرام(Omum Seeds)
سونٹھ 100 گرام (Ginger Powder)

گرائنڈر میں پیس کر ملا لیں آدھی تا ایک چمچ 3بار حسبِ ضرورت استعمال کریں۔ (آن لائن)